درسِ حدیث

مولانا یحییٰ نعمانی *

امانت داری ایمان کا لازمی تقاضا ہے

رسول اللہ ﷺ کی اخلاقی تعلیمات میں امانت داری اور راست بازی کا بنیادی مقام ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی تعلیمات وارشادات کا خلاصہ یہ ہے کہ امانت داری ایمان کا لازمی اور یقینی نتیجہ اور ایک اعلیٰ ایمانی وصف ہے، جس کا اللہ کے یہاں عظیم اجر اور اللہ کے مقبول بندوں کی نگاہ میں بڑی قدر ہے۔ ایمان داری اور امانت داری کے وصف کے ذریعہ ہی ایک مسلمان بڑے مقامات طے کر سکتا ہے، لیکن اگر کسی شخص کے اندر یہ وصف نہ ہو یا اس میں کمزوری ہو تو اس کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ خیانت و بے ایمانی نفاق کی علامت اور ایمان کی یقینی بے حد کمزوری کا نشان ہے۔ ذیل میں آنحضرت ﷺ کے وہ ارشادات نقل کئے جاتے ہیں جن میں آپ نے امانت داری پر قائم رہنے اور خیانت سے پرہیز کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

(ا)عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال : قلّما خطبنا النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم . الّا قال : لا ایمان لمن لا امانة لَہ، ولا دین لمن لا عھد لہ(رواہ أحمد)

حضرت انس ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ کم ہی ایسا ہوتا کہ حضور ﷺ تقریر فرمائیں اور دوران خطبہ یہ جملہ ارشاد نہ فرمائیں کہ: جس میں امانت داری نہیں اس کا ایمان نہیں۔ اور جو وعدہ و پیمان کا پاس نہ رکھے (اور عہد توڑے) اس کا دین نہیں۔ (مسند احمد)

آنحضرت ﷺ کے ارشاد کا واضح مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو حقیقی معنی میں اللہ پر اور آخرت کے حساب و کتاب پر یقین نصیب ہے، تو وہ بے ایمانی، خیانت اور بد عہدی کا مرتکب ہو ہی نہیں سکتا۔ جس کے اندر امانت داری اور وفائے عہد نہیں اس کا ایمان معتبر قسم کا ایمان نہیں۔ اور وہ ایمان کی حقیقت سے محروم ہے۔ یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان جس قسم کا کردار پیدا کرتا ہے اس میں بے ایمانی اور خیانت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جن لوگوں کے اندر یہ برائی پائی جاتی ہے ان کو جان لینا چاہیے کہ ان کا دل ایمان کے نور سے خالی ہے۔

آنحضرت ﷺ کو اہل ایمان کو خیانت و بے ایمانی کی خطرناکی اور شناعت سے باخبر کرنے اور اس سے بچنے کی تاکید کا کس قدر اہتمام اور فکر تھی اس کا اندازہ مذکورہ حدیث میں بیان کی گئی اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے اکثر و بیشتر خطبوں میں ضرور یہ بات بیان فرماتے تھے۔

لیکن اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جن لوگوں میں بدقسمتی اور محرومی سے خیانت کا مرض پایا جاتا ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اور ان کے اوپر اسلام کے بجائے کفر کے احکام جاری ہوں گے، اور آخرت میں بھی اللہ ان کے ساتھ ٹھیٹھ کافروں والا معاملہ کرے گا۔ بلکہ اس قسم کی احادیث جن میں بعض مخصوص بداعمالیوں یا بداخلاقیوں کے بارے

* مرتب: ''الفرقان''، لکھنؤ

میں کہا گیا ہے کہ جو لوگ ان کے مرتکب ہوں وہ مومن نہیں، یا بعض اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جو لوگ ان کے تارک ہوں وہ مومن نہیں، ان کا مقصد و منشا اور مدعا و مطلوب صرف یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ ایمان کی اصل حقیقت سے محروم ہیں، اور ایمان اپنی اصل حقیقت کے اعتبار سے جس کردار اور زندگی کا مطالبہ کرتا ہے یہ لوگ اس سے بالکل عاری ہیں۔ ان کا طرز عمل کافرانہ اور غیر مومنانہ ہے۔

ہر زبان کا یہ عام اسلوب ہوتا ہے کہ اگر کسی کے اندر کوئی صفت بہت کمزور یا ناقص ہوتی ہے تو اس کو کالعدم قرار دے کر اس کی نفی کر دی جاتی ہے۔ اور یہی بلاغت کا تقاضا ہوتا ہے...... اصلاح و تربیت اور ترغیب و ترہیب کے مقاصد کے لیے یہی اسلوب زیادہ مؤثر اور مفید و موزوں ہوتا ہے۔

(۲) عن ابی ھریرۃ ؓ ان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال: آیۃ المنافق ثلاث : اذا حدث کذب ،واذا وعد أخلف واذا اؤتمن خان ،(رواہ البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: منافق کی علامتیں تین ہیں: بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور جب کسی امانت کے بارے میں اس پر اعتماد کیا جائے تو اس میں خیانت کرے (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حقیقی اور اصل نفاق تو یہ ہے کہ آدمی نے دل سے تو اسلام قبول نہ کیا ہو، بلکہ وہ اندر سے اسلام کا مخالف و منکر ہو، لیکن اپنے کسی خاص مفاد کی وجہ سے یا کسی خطرے کے پیش نظر وہ یہ چاہتا ہو کہ اس کا شمار مسلمانوں میں کیا جاتا رہے، اور اس مقصد کی خاطر وہ اپنے آپ کو مومن و مسلم ظاہر کرتا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسے منافقین کی ایک تعداد مدینہ منورہ میں پائی جاتی تھی۔ یہ نفاق دراصل کفر کی بدترین اور رذیل ترین قسم ہے اور ایسے منافقوں کا انجام اللہ کے یہاں ابوجہل و ابولہب جیسے کافروں کے ساتھ ہوگا۔

لیکن بعض بری عادتیں اور اخلاقی گناہ ایسے بھی ہیں جن کو منافقوں اور نفاق سے خاص نسبت اور تعلق ہے۔ کسی صاحب ایمان میں ان گندگیوں کا شائبہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔ بعض حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے ایسی برائیوں کا تذکرہ فرمایا ہے جو اصلاً منافقوں کی خصلتیں اور نفاق کی علامت ہیں۔ اگر کسی کے اندر ان میں سے کوئی برائی پائی جاتی ہو تو سمجھنا چاہیے کہ اس کا کردار منافقوں والا ہے۔ یعنی وہ شخص اپنی سیرت اور کردار کے اندر منافق ہے۔ چاہے دل کے عقیدے کے لحاظ سے وہ منافق نہ ہو۔

اوپر جو حدیث ذکر کی گئی اس میں رسول اللہ ﷺ نے عمل و کردار کے نفاق کی تین علامتیں ذکر فرمائی ہیں (۱) جب باتیں کرے تو جھوٹ بولے۔ (۲) وعدہ کرے تو اس کو پورا نہ کرے۔ (۳) اس پر اعتماد کیا جائے تو وہ خیانت کرے۔ بعض روایتوں میں یہ بھی اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ اخلاقی خرابیاں ہوں اس کے اندر نفاق کی علامت پائی جاتی ہے چاہے وہ شخص نماز روزہ کی پابندی کرے اور اپنے آپ کو مسلمان کہے اور کہلائے۔ اسی معنی کی رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث اور پڑھیے۔

(۳) عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللّٰہ عنھما قال : قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اربع

من کن فیه کان منافقاً خالصاً ، ومن کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق ، حتٰی یدعها : اذا اؤتمن خان .واذا حدث کذب . واذا عاھد غدر. واذا خاصم فجر . (رواہ البخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار عادتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ چاروں پائی جاتی ہوں وہ خالص منافق ہے۔اور جس میں ان میں سے کوئی خصلت پائی جائے اس کا حال یہ ہے کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے اور وہ اسی حال میں رہے گا یہاں تک کے نفاق کی اس خصلت کو چھوڑ نہ دے۔ وہ چار عادتیں یہ ہیں: کہ جب اس کو کسی امانت کا امین بنایا جائے تو وہ اس میں خیانت کرے اور جب باتیں کرے تو جھوٹ بولے، اور جب معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے۔اور جب کسی سے جھگڑا اور اختلاف ہو تو بدزبانی پر اتر آئے۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔جھوٹ، خیانت، عہد شکنی، اور اختلافات میں بدزبانی پر اتر آنا ہمارے نزدیک نفاق اور منافقانہ کردار نہیں رہا۔ بلکہ ہم نے اپنے نزدیک اس کو ''دین داری'' کے خلاف سمجھنا چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ کہہ رہے ہیں: کہ جس کے پاس امانت داری نہیں اس کے پاس ایمان نہیں۔ جو عہد شکنی کرے اس کے پاس دین نہیں ہے۔ جو خیانت کرے، جھوٹ بولے، بدعہدی کرے، اور اختلاف کے موقعہ پر بدزبانی اور گالم گلوچ کرے وہ اللہ کے نزدیک اپنے اوپر نفاق کا ٹھپہ لگائے پھر رہا ہے۔ چاہے وہ نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو، اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا اور کہلاتا ہو......

حضور ﷺ کے ان ارشادات کے بعد ان برائیوں کو ہلکا سمجھنا یقیناً ہماری بڑی بھول ہے۔

(۴)عن عبادة بن الصامت رضی اللّٰہ عنھما ان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال: اضمنوا الی ستا من انفسکم اضمن لکم الجنة : اصدقوا اذا حدثتم وأو فوا اذا وعدتم ، وادوا اذا اؤ تمنتم ، والحفظوا فروجکم وغضوا ابصارکم ، وکفوا اَیدیکم (رواہ احمد)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ مجھے چھ باتوں کی ضمانت دے دو تو میں تمہارے لیے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں۔(وہ چھ باتیں یہ ہیں): جب بات کرو تو سچ بولو، جب کسی سے وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو، جب کوئی امانت تمہارے سپرد کی جائے تو اس کو ادا کرو۔ حرام کاری سے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ اور جن چیزوں کو دیکھنے سے اللہ نے منع فرمایا ہے ان سے اپنی نگاہیں بچائے رکھو۔ ناحق کسی کو نہ ستاؤ اور نہ کسی کے مال کو اپنے ہاتھوں سے نقصان پہنچاؤ۔(مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ اور فرائض وارکان کو پورا پورا ادا کرنے اور ان چھ باتوں کی بھی پابندی کرلے تو اس کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے جنت ملنے کی ضمانت اور خوش خبری ہے اور یقیناً وہ جنتی ہے۔

(۵) عن ابی سعید ن الخدری رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء (رواہ الترمذی)

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سچا امانت دار تاجر (قیامت میں) انبیاء

صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (سنن ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک صاحب ایمان اگر بنیادی ارکان اسلام کو ادا کرتا ہے، اور اپنی دنیا کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کاروبار میں مشغول رہتے ہوئے صدق وامانت اور راست بازی کے دینی اصولوں پر کاربند رہے تو قرب الٰہی کے ایسے بلند تر مقامات تک پہنچ سکتا ہے کہ آخرت میں اس کو انبیاء اور صدیقین وشہداء کی معیت ورفاقت حاصل ہو۔

(٦) عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : اذا حدث الرجل بالحدیث ثم التفت فھی امانۃ (رواہ ترمذی و ابو داؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص بات کرے اور (احتیاطاً) دائیں بائیں دیکھتا رہے، تو پھر یہ گفتگو (سننے والے کے ذمہ میں) ایک امانت ہے۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح مال میں خیانت ہوتی ہے اس طرح خیانت کی بعض قسمیں ایسی ہوتی ہیں جس میں کسی اعتماد کرنے والے کے اعتماد کو توڑا جاتا ہے، اور اگرچہ وہ اللہ کے نزدیک خیانت ہوتی ہے مگر بہت سے لوگ اس کو خیانت نہیں سمجھتے۔

اس حدیث میں خیانت کی ایسی ہی ایک قسم بتائی گئی ہے۔ وہ یہ کہ کوئی شخص کسی بھائی پر اعتماد کرتے ہوئے اس سے کوئی راز کی بات کہے (چاہے وہ زبان سے یہ نہ کہے کہ یہ راز ہے، اور اس کا علم کسی دوسرے کو نہیں ہونا چاہیے) صرف اس کا طرزِ عمل بتا رہا ہے کہ وہ اس کو راز رکھنا چاہ رہا ہے، مثلاً وہ احتیاطاً بار بار دائیں بائیں دیکھے کہ کوئی اور سن تو نہیں رہا ہے تو ایسی صورت حال میں اس شخص کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کو راز ہی میں رکھے۔ یہ اس کے اوپر امانت ہے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد بتاتا ہے کہ اگر اس نے اس بات کی حفاظت نہیں کی تو وہ امانت میں خیانت کا مرتکب ہوا، اور اس کو عنداللہ اس کا جواب دینا ہوگا۔

(٧) عن ابی ھریرہ رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم : انّ المستشار مؤتمن. (رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس سے مشورہ کیا جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر اعتماد اور بھروسہ کیا گیا ہے اور اس کے سپرد ایک امانت کی جاری ہے۔ (سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ)

یعنی اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی سے مشورہ کرے تو اس کو یہ محسوس کرنا چاہیے کہ یہ آدمی مجھ پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی ایک امانت میرے سپرد کر رہا ہے' لہٰذا اسے چاہیے مشورہ دیتے وقت خیر خواہی اور غور وتدبر میں کوئی کوتاہی نہ کرے۔ اور اس کی بات کو راز میں رکھے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو ایک طرح کی خیانت کا مجرم ہوگا یقیناً آنحضرت ﷺ کے یہ ارشادات اخلاقیات کی تعلیم کی معراج ہیں۔